سید افتخار حسین شاہ

اُردو میں کتبِ سیرت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔

یعنی اے ایمان والو! تمھارے لیے پیغمبرِ خدا کی ذاتِ گرامی میں ایک اچھا نمونہ موجود ہے۔

سورۂ احزاب کے جو الفاظ پیش کیے گئے ہیں، میرے خیال میں ان کی حیثیت راہنما خطوط یا نشانِ منزل کی ہے۔ یہ الفاظ تمام مسلمانوں سے یہ تقاضا کرتے ہیں کہ ہم یہ بات معلوم کریں کہ رسولِ خدا نے وہ کون سا نمونہ پیش کیا تھا، جسے قرآنِ حکیم میں "اسوۂ حسنہ" قرار دیا گیا ہے۔ اس تقاضے کو سمجھنا اور اُسے پورا کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ جس محسنِ انسانیت کے خدوخال خالقِ کائنات نے خود کلامِ پاک میں بیان فرمائے ہیں، اس کا کوئی ایسا مرقع تیار کرنا جو ہر اعتبار سے کامل و اکمل ہو، انسانی عزم و ہمت کے لیے مشکل ہی نہیں، ناممکن ہے۔ مولانا شبلی نے اسی لیے فرمایا تھا:

فرشتوں میں یہ چرچا ہے کہ حالِ سرورِ عالم — دبیرِ چرخ لکھتا یا کہ خود روح الامین لکھتے
صدا یہ بارگاہِ عالمِ قدس سے آئی — کہ ہے یہ اور ہی کچھ چیز لکھتے تو ہمیں لکھتے

تاریخ شاہد ہے کہ راہ دشوار ہونے کے باوجود ایمان والے ہی نہیں، ایمان کی دولت سے محروم بھی اسوۂ حسنہ کی اہمیت تسلیم کرتے ہوئے پیغمبر شناسی کی راہ پر چل نکلے۔ ہر ایک نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق یہ کوشش کی کہ ہادیِ برحق کی ایک ایک بات، ان کی ایک ایک ادا، اور ان کے حلیہ مبارک کا ایک ایک خدوخال دلوں کے علاوہ لفظوں میں بھی محفوظ کر لیا جائے۔ نتیجتہً علمِ حدیث، علمِ مغازی، علمِ رجال، علمِ سیرت جیسے گراں مایہ علوم کا قابلِ فخر سرمایہ جمع ہو گیا۔ ان علوم کی نوعیت اُن مختلف دائروں کی ہے جو ایک ہی مرکز کے گرد گھومتے ہیں۔

ان مساعیِ جمیلہ کی وجہ سے اب صورت یہ ہے کہ دنیا کی شاید ہی کوئی ایسی زبان ہو، جس میں

سیرتِ مبارکہ کے متعلق کوئی کتاب نہ ہو۔ موتمر عالم اسلامی کے ڈائریکٹر اور ممتاز محقق مولانا عبدالقدوس کے بیان کے مطابق "رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات پر پہلی کتاب چینی زبان میں لکھی گئی۔ یہ کتاب ۱۲ھ اور ۱۸ھ عیسوی کے درمیان لکڑی کے بلاکوں میں شائع کی گئی اور اس کے دو صفحات اب بھی چین میں پرنسپل سعد الدین کے پاس موجود ہیں [۱]

کتبِ سیرت کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ڈینور میں قائم American Institute of Islamic Studies جیسے وسائل کے اعتبار سے مالامال ادارے کو بھی اسلام اور بانیِ اسلام کے متعلق کتب کی اپنی ایک وضاحتی فہرست میں آج سے چار سال پہلے یہ لکھنا پڑا کہ:

"On the writing of biographies on the life of the Prophet Muhammad there is no end, and probably there will never be an end. No complete listing of these hundreds of biographies has as yet been attempted, even only for those in western languages."

کتبِ سیرت کی فہرستوں کی نایابی یا کم یابی کی یہی صورت دنیا کی تقریباً سب زبانوں میں ملتی ہے۔ اردو کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں بہ طریقِ احسن اس کام کا آغاز ہو چکا ہے۔ اسلامیہ کالج، لاہور کو اس سلسلے میں تقدم کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کالج میں ۱۹۶۳ء میں لاہور میں موجود کتبِ سیرت کی جو نمائش منعقد ہوئی تھی، اس میں شامل کتب کی فہرست شائع کر دی گئی۔ اس کے بعد ۱۹۷۱ء میں انجمن ترقی اردو، کراچی نے قاموس الکتب کی جو پہلی جلد شائع کی، اس میں اُردو کی سیرت کی کتابوں کے لیے بھی ایک حصہ مخصوص تھا۔ نیشنل بک سنٹر آف پاکستان نے ۱۹۷۳ء میں اُردو کی ان کتبِ سیرت کی فہرست شائع کی جو ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۲ء تک، پاکستان میں شائع ہوئی تھیں۔ ۱۹۷۹ء میں ڈائریکٹر کتب خانہ جات، محکمہ تعلیم، حکومتِ پاکستان، کراچی نے

---

[۱] بیان مطبوعہ روزنامہ "امروز" ملتان بتاریخ ۱۴ دسمبر ۱۹۷۹ء

نیشنل میوزیم لائبریری اور لیاقت میموریل لائبریری، کراچی میں موجود اسلام اور فقہ کے متعلق کتابوں کی جو فہرست شائع کی تھی، اس میں سیرت سے متعلق اردو کی کتابیں بھی شامل ہیں۔ ان فہرستوں میں سے صرف اسلامیہ کالج کی شائع کردہ فہرست جزوی صورت میں وضاحتی ہے۔ راقم السطور بھی آج کل بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، ملتان کے تعاون سے اردو اور دوسری زبانوں کی سیرت کے متعلق تقریباً چھ سو کتابوں کے بارے میں وضاحتی (Annotated) فہرست اور دو ہزار کتابوں کے متعلق عام فہرست شائع کرنے کا اہتمام کر رہا ہے۔ ان فہرستوں کے متعلق بھی میں مکمل ہونے کا دعویٰ کرنے سے قاصر ہوں، کیوں کہ اس بات کا بہت امکان ہے کہ بہت سی مطبوعہ یا غیر مطبوعہ کتابیں میرے علم میں نہ آسکی ہوں۔ برصغیر میں سیکڑوں ذاتی اور پبلک کتب خانے ایسے ہیں، جن میں موجود کتابوں کی اب تک نہ تو فہرستیں بن سکی ہیں اور نہ ان تک رسائی ممکن تھی۔ بہر صورت گزشتہ ایک سال کے عرصے میں اردو میں سیرت یا اس کے کسی ایک پہلو سے متعلق جو کتابیں یا کتابچے میرے سامنے آئے ہیں، ان سب کا تعارف اس مضمون میں چونکہ ممکن نہیں، اس لیے صرف ان چند اہم کتابوں کا مختصراً ذکر کروں گا، جن کے حوالے کے بغیر اردو میں سیرت نگاری کی کوئی تاریخ مکمل قرار نہیں دی جا سکتی۔

حکیم الامت علامہ اقبال نے فرمایا تھا:

مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفانِ مغرب نے

اردو میں سیرت نگاری کے آغاز کے محرکات کا جائزہ لینے سے بھی کچھ ایسی ہی صورت سامنے آتی ہے۔ یو۔پی کے لفٹنٹ گورنر سر ولیم میور کی کتاب Life of Mohammad جب ۱۸۶۱ء میں شائع ہوئی تو اس نے سر سید احمد خاں کو اتنا متاثر کیا کہ لندن میں قیام کے دنوں میں یعنی ۱۸۶۹ء اور ۱۸۷۰ء میں انھوں نے نواب مہدی علی خاں کو یہ لکھنا ضروری سمجھا کہ "ولیم صاحب کی کتاب کو میں دیکھ رہا ہوں، اس نے دل کو جلا دیا اور اس کی ناانصافیاں اور تعصبات دیکھ کر دل کباب ہوگیا اور مصمم ارادہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں جیسا کہ پہلے سے ارادہ تھا، کتاب لکھ دی جائے۔ اگر تمام روپیہ خرچ ہو جائے اور میں فقیر بھیک مانگنے کے لائق ہو جاؤں تو بلا سے۔"

اس شدید احساس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سر سید نے سیرت کے متعلق مستشرقین کے اعتراضات کے

مدلل جوابات دیتے ہوئے اپنے مضامین کا ایک مجموعہ انگریزی میں ترجمہ کرا کے ۱۸۷۰ء میں لندن میں ہی شائع کرایا اور ۱۸۸۷ء میں سیرت کے متعلق اپنے بارہ تحقیقی اور تنقیدی مقالات کا مجموعہ خطبات احمدیہ کے نام سے اردو میں شائع کیا۔ اس کتاب میں چوں کہ حیاتِ طیبہ کے جملہ پہلو پیش نہیں کیے گئے ہیں صرف چند پہلوؤں کا بیان ہے، غالباً اسی لیے سر سید نے اسے سیرت کی بجائے خطباتِ احمدیہ کے نام سے پیش کرنا مناسب سمجھا۔ لیکن اس کے باوجود یہ کتاب اس لیے اہم ہے کہ اردو میں اس سے پہلے اس انداز کی کوئی دوسری کتاب نہیں ملتی، مولد نامے اور وفات نامے ملتے ہیں۔ دوسرے اس میں پہلی بار سیرت نگاری کے فن پر اور سیرت کی کتابوں پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ اسی بنا پر ڈاکٹر سید شاہ علی اپنی مشہور تصنیف "اردو میں سوانح نگاری" میں یہ لکھتے ہیں کہ "سر سید فنِ تنقیدِ سیرت کے اماموں میں سے ہیں۔"

دوسرے قابلِ ذکر سیرت نگار قاضی محمد سلیمان منصور پوری ہیں، جن کی تصنیف رحمۃ للعالمین کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب جامعہ عثمانیہ دکن، جامعہ عباسیہ بہاولپور اور دار العلوم دیو بند جیسے بلند پایہ علمی اور دینی اداروں کے نصاب میں شامل رہی ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے جو روایت جہاں سے لی ہے، اس کا پورا حوالہ درج کیا ہے۔ تمام واقعات جو سیرت سے متعلق ہیں، تاریخی ترتیب سے لکھے ہیں۔ بائیبل سے ہر جگہ استناد کر کے اہلِ کتاب پر حجت قائم کی ہے۔ اس کی زبان بقول حسن مثنیٰ ندوی "ہر جگہ معیاری تو نہیں لیکن لب و لہجہ پُر اثر ہے۔ مناظرانہ اور متشددانہ انداز سے پرہیز کیا گیا ہے۔"[۱]

رحمۃ للعالمین تین جلدوں میں ہے۔ اس کی پہلی جلد پہلی بار ۱۹۱۲ء میں شائع ہوئی تھی، دوسری اور تیسری جلدیں بعد میں شائع ہوئیں۔ اب تک اس کتاب کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

اس سلسلے کی تیسری اہم کڑی مولانا شبلی اور سید سلیمان ندوی ہیں، جنھوں نے سیرت النبیؐ چھ ضخیم جلدوں میں شائع کر کے سیرت نگاری کو انفرادی کوشش کے محدود دائرے سے نکال کر ایک وسیع اجتماعی ادارے کی صورت بخشی اور ایک تحریک بنا دیا۔ سیرت النبیؐ کی پہلی دو جلدیں شبلی کے زورِ قلم

---

[۱] مولانا شاہ محمد جعفر کی تصنیف "پیغمبر انسانیت" میں شامل مضمون بعنوان "پاکستان و ہندوستان کے خادمانِ سیرت" از حسن مثنیٰ ندوی۔ یہ کتاب ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور نے شائع کی ہے۔

کا نتیجہ ہیں اور باقی چار سید سلیمان ندوی کی محنتِ شاقہ کا ثمر ہیں۔ پہلی جلد پہلی بار ۱۹۱۸ء میں زیورِ طبع سے آراستہ ہوئی تھی۔ سب جلدوں کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اب تک کئی بار شائع ہو چکی ہیں۔ یہ کتاب وسعتِ مضامین و کثرتِ معلومات اور جامعیتِ مسائلِ حیات کے لحاظ سے ایک اسلامی انسائیکلو پیڈیا ہے۔ یہ مقامِ بالا اس تصنیف کو شبلی کی شعوری کوشش سے حاصل ہوا ہے۔ انھوں نے مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی کو ایک خط میں لکھا تھا:

"چاہتا ہوں کہ ہر قسم کے مباحث سیرت میں آجائیں یعنی تمام مہماتِ مسائل پر ریویو، قرآن مجید پر پوری نظر، غرض سیرت نہ ہو بلکہ انسائیکلو پیڈیا اور نام "دائرۃ المعارف النبویہ" موزوں ہوگا، گو لمبا ہے۔"

یہی پہلو کتاب کو غیر معمولی اہمیت بخشتا ہے اور سیرت کا محدود فنی تصور رکھنے والوں کو کھٹکتا بھی ہے۔ بہرصورت اس میں شک نہیں کہ اس معرکۃ الآرا تصنیف کا اب تک کوئی شخص جواب پیش نہیں کر سکا۔ گو کوششیں ہوتی رہی ہیں اور قابلِ قدر بھی۔ مثلاً سید اولاد حیدر بلگرامی نے اسوۂ رسولؐ پانچ جلدوں میں شائع کی تھی۔ پہلی جلد ۱۹۲۵ء میں طبع ہوئی تھی۔ اس مجموعے میں معلومات کی فراوانی تو ہے، بالخصوص اثنا عشری نقطۂ نظر سے، لیکن سیرت النبیؐ جیسی ادبی شان اور محققانہ آن نہیں۔

اس کے بعد اصح السیر کی صورت میں ایک بلند پایہ عالمانہ کتاب ابوالبرکات عبدالرؤف دانا پوری کی ملتی ہے، جو ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی تھی۔ اسی دور میں مشہور ناول نگار مولانا شرر نے "جویائے حق" کے نام سے سیرتِ رسولِ پاکؐ کو ناول کی صورت میں پیش کیا تھا۔ اس کے تین حصے ہیں اور سلمان فارسی کے خطوط کے کیارے سے ناول کا پلاٹ تیار کیا گیا ہے۔

انھی ایام میں مصورِ غم راشد الخیری نے "آمنہ کا لال" اس خیال سے لکھی کہ "مسلمان لڑکیوں کے واسطے ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جو رطب و یابس سے بالکل پاک ہو اور نہ صرف ان ہی کو مطمئن کر سکے بلکہ وہ اپنی مجلسوں میں غیر مسلموں کے سامنے بھی اپنے رسول کو پیش کر سکیں۔"

ان نئے تجربات کے ساتھ ساتھ روایتی عالمانہ انداز میں بھی سیرت نگاری کا سلسلہ جاری رہا۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے تین جلدوں میں سیرۃ المصطفٰے شائع کی۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے "سیرتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم" اور "حبیبِ خدا" کی صورت میں دو کتابیں پیش کیں، جن میں سیرتِ مبارکہ

کے تمام پہلوؤں کا مؤثر اور دلنشین بیان ہے۔

یہ تذکرہ ان دو سیرت نگاروں کے خصوصی ذکر کے بغیر نامکمل رہے گا۔ جنھوں نے شروع میں سیرت کی کوئی باقاعدہ کتاب لکھنے کے خیال سے سیرت کے مختلف پہلوؤں کے متعلق مضامین نہیں لکھے تھے لیکن بعد میں ان مضامین کی اہمیت اور افادیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے کتبِ سیرت کی صورت میں شائع کر دیا گیا۔ اس سلسلے کے پہلے سیرت نگار مولانا ابوالکلام آزاد ہیں اور ان کا خاص طور پر قابلِ ذکر مجموعہ "رسولِ رحمت" ہے جو مولانا غلام رسول مہر کا مرتبہ ہے۔ دوسرے سیرت نگار مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی ہیں، جن کی تحریریں "سیرت سرورِ عالم" کے نام سے دو جلدوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ پہلی جلد کے مرتبین مولانا نعیم صدیقی اور عبدالوکیل علوی تھے اور دوسری جلد کے مضامین کو مولانا مرحوم نے خود ترمیم و اضافے کے ساتھ کتابِ سیرت کے خیال سے مسلسل اور مربوط بنایا تھا۔ دوسری جلد ہجرت کے بیان پر ختم ہوتی تھی۔ مولانا کا ارادہ مدنی دور شروع کرنے کا تھا لیکن مشیّتِ ایزدی کو یہ منظور نہ تھا۔ ۱۹۷۹ء میں مولانا کے انتقال سے یہ منصوبہ نامکمل رہ گیا۔ ان دونوں سیرت نگاروں کے متعلق میرا یہ خیال ہے کہ اگر یہ سیاست کے میدانِ عمل کے شاہسوار نہ بنتے تو سیرت نگاری میں شبلی کے ہم سر بن سکتے تھے لیکن اپنی سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے وہ ضرورت کے مطابق اس فن کے تقاضے پورے نہ کر سکے اور نہ محنت ہی کر سکے۔ اس کے علاوہ وہ سیرتِ رسولؐ کے متعلق قلم اٹھاتے ہوئے بھی اپنی سیاسی تحریکوں کے اثرات سے آزاد نہ رہ سکے۔ اس وجہ سے ان کے سیاسی معتقدین کی نظروں میں تو ان کے مضامین سیرت کی اہمیت بڑھ گئی لیکن عام قارئین کی نظر میں کم ہو گئی۔ اسی باعث ان دونوں کے سیرتی منصوبوں کی تکمیل کے لیے ان کو سید سلیمان ندوی جیسے جانشین ملنے کی توقع بھی بہت کم ہے۔

مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ چند دوسری کتابیں بھی قابلِ توجہ ہیں، مثلاً میرزا حیرت دہلوی کی سیرۃ الرسول ــ ابو سلیم محمد عبدالحی کی حیاتِ طیبہ ــ چوہدری افضل حق کی محبوبِ خدا ــ احسان بی۔ اے کی ننھے حضورؐ ــ ابوالحسن ندوی کی نبیِ رحمت ــ آغا اشرف کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ــ گوردت سنگھ دارا کی رسولِ عربی ــ محمد علی لاہوری کی سیرتِ خیر البشر ــ محمد کریم بخش کی ذکر الرسول ــ مناظر احسن گیلانی کی النبی الخاتم ــ نواب علی سید کی سیرتِ رسول اللہ ــ مولانا احمد سعید کاظمی کی حیات النبی ــ خواجہ کمال الدین کی زندہ اور کامل نبی ــ باری علیگ کی محمدؐ عربی ــ برکت اللہ پادری کی محمدؐ عربی ــ پرکاش دیوجی شرما

کی سوانح عمری حضرت محمد صاحب بانیِ اسلام ــ بشیر احمد مرزا کی سیرتِ خاتم النبیین ــ احمد یار خاں مفتی کی شانِ حبیب الرحمٰن من آیات القرآن ــ شان الحق حقی کی سیرت پاک ــ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی رسولِ اکرم کی سیاسی زندگی ــ میجر جنرل اکبر خان کی حدیثِ دفاع ــ کرنل ڈاکٹر ایوب خاں کی حیاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ــ خورشید احمد انور کی محمدؐ عربی ــ پروفیسر حمید احمد خاں کی اُسوۂ حسنہ ــ عابد نظامی کی ہمارے حضور ــ چراغ حسن حسرت کی سرکارِ مدینہ ــ شاہ محمد جعفر پھلواروی کی پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم ــ حکیم محمد سعید کی تذکارِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ــ فقیر سید وحید الدین کی محسنِ اعظمؐ اور محمد شریف راجہ کی حیاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ــ شاہ عبدالحی قادری کی جنان السیر (منظوم)۔ حفیظ جالندھری کی شاہ نامہ اسلام (منظوم) ــ عبدالحی ناز کی اسوۂ حسنہ (منظوم) اور محشر رسول نگری کی فخرِ کونین ــ

ان مصنفین میں سے بعض نے ایک سے زیادہ کتبِ سیرت تحریر کی ہیں لیکن اختصار کے پیشِ نظر صرف ایک ایک کتاب کے حوالے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ جن کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ طبع زاد ہیں یا ماخوذ۔ اردو میں تراجم کا سرمایہ بھی قابلِ فخر ہے۔ مختلف زبانوں کی سیرت کی نمایاں ترین کتابوں کے اردو میں ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ مثلاً ابنِ سعد کی طبقات کا، ابنِ ہشام کی سیرت کا، ابن قیم کی زاد المعاد کا، واقدی کی المغازی کا، طبری کی تاریخ کا، ابوالنصر کی نبی اُمیؐ کا، توفیق الحکم کی محمد رسول اللہ کا، قاضی عیاض کی الشفا کا، یوسف بن اسماعیل النبهانی کی شمائل رسول کا اور عبدالرحمٰن بک عزام کی تاجدارِ دوعالم کا، شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی مدارج النبوت کا، ٹالسٹائی کی پیغمبر اسلام کا، آر۔ وی۔ سی۔ باڈلے کی The Messenger کا، جان ڈیون پورٹ کی Apology for Mohammad and Quran کا، گاڈفری ہگنز کی Apology for Mohammad کا اور سید امیر علی کی Spirit of Islam کا۔

ترجمہ کرنے والوں میں سے قاضی محمد سلیمان منصور پوری، مولانا عبداللہ العمادی، محمد عادل قدسی گنگوہی، رئیس احمد جعفری، مولانا عبدالرزاق، شیخ محمد اسماعیل پانی پتی، مولانا غلام رسول مہر، شیخ محمد احمد پانی پتی اور عطیہ خلیل عرب کے نام نمایاں ہیں۔

مجموعی صورت میں ان کتابوں کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ اردو میں سیرت نگاروں نے گلہائے رنگا رنگ کا جو گلدستہ سجایا ہے، اس میں شامل ہر گل کی اہمیت کے لیے عام قاری کا یہ احساس ہی کافی ہے کہ:

اے گل بتو خورسندم تو بوئے کسے داری